www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ابو عبداللہ طارق[1]

اہل السنۃ اور مُرجئہ کون ہیں؟

[ائمۂ اسلاف کی فرامین کی روشنی میں]

اوائل اسلام میں جب مختلف فتنوں نے سر اُٹھایا تو ائمہ اہل السنۃ کی طرف سے ان کی بھرپور علمی تردید کی گئی۔ ان میں سے 'مسئلۂ ایمان و کفر' میں ایک طرف خوارج و معتزلہ تھے تو دوسری انتہا پر مرجئہ و جہمیہ جمے ہوئے تھے۔ جبکہ اہل السنۃ ان دو انتہاؤں کے وسط میں راہِ اعتدال پر قائم تھے اور آج بھی ہیں اور یہ بھی حقیقت بلاریب ہے کہ مرجئہ و جہمیہ کی طرف سے اہل السنۃ کو خارجی ہونے کا الزام دیا گیا اور خوارج و معتزلہ کی طرف سے اہل السنۃ کو مرجئہ ہونے کا طعنہ دیا گیا جبکہ ائمہ اہل السنۃ نے اِفراط و تفریط پر مبنی ان افکار و نظریات اور ان کے حاملین کا ردّ کرتے ہوئے ان سے ہمیشہ برات کا اظہار کیا۔

اب ماضی قریب میں بعض عرب علاقوں میں خوارج و معتزلہ کے نظریات کے زیر اثر اور بعض مسلم حکام کے ظلم و ستم کے ردّ عمل میں تکفیری افکار اور تحریکوں نے سر اُٹھایا تو علماے اہل السنۃ نے اُن کا بھرپور تعاقب کیا۔ جس پر اِن تکفیری حضرات کی جانب سے اپنے بڑوں کی روش پر اہل السنۃ والجماعۃ اور سلفی نظریات کے حامل علما کو مرجئہ و جہمیہ کے القابات سے نوازا گیا اور ہمارے اس دور میں پاکستان میں بھی انہی نظریات کے زیر اثر یا لاعلمی کی بنا پر بعض حضرات ابو بصیر عبد المنعم طرطوسی[2] اور ابو عزیر عبد اللہ یوسف الجزائری ایسے حضرات کے انہی افکار و نظریات کو اُمت میں بیداری و اِحیا کے نام سے پیش کر رہے ہیں۔ پھر انہی افراد کی طرف سے شیخ ابن باز، شیخ محمد بن صالح عثیمین اور شیخ صالح فوزان وغیرہ علما

۱ اُستاد جامعہ لاہور اسلامیہ (البیت العتیق، برانچ جوہر ٹاؤن)، لاہور

۲ جو بذاتِ خود طاغوتِ اعظم برطانیہ میں 'مستامن' کا حیلہ کر کے وہاں رہائش رکھے ہوئے ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو طرح طرح کے القاب و الزامات سے نوازنے کے علاوہ شیخ البانی اور ان کے اصحاب کو مرجئہ و جہمیہ کے طعنے بھی دیے جارہے ہیں۔

زیر نظر مضمون میں اسی بات کو اقوالِ سلف سے واضح کیا گیا ہے کہ ایمان اور ارجا کیا ہے اور مرجئہ و جہمیہ کون ہیں؟ اور اہل السنۃ والجماعہ کو خارجی و معتزلی نظریات کے حامل حضرات کی طرف سے جو مرجئہ و جہمیہ ہونے کا طعنہ دیا جارہا ہے، وہ سراسر باطل ہے۔ اس سلسلے میں پہلے ہم ایمان کی تعریف اور ارجا کے مفہوم سے موضوع کا آغاز کرتے ہیں:

ائمۂ اہل سنت کے نزدیک 'عمل' ایمان کا جز ہے، اور ایمان دل سے تصدیق، زبان سے اِقرار اور عمل سے مرکب ہے، اور ایمان میں کمی و بیشی بھی ہوتی ہے۔ اکثر ائمۂ اسلاف ایمان کو 'قول و عمل' کے الفاظ سے تعبیر کرتے ہیں۔ اور قول سے ان کی مراد ہے: قولِ قلب یعنی دل سے تصدیق اور قولِ لسان یعنی زبان سے اِقرار ...

اسی طرح عمل کی بھی دو قسمیں ہیں: عملِ قلب اور عملِ جوارح[1]

اہل السنہ والجماعہ کے ہاں 'ایمان کیا ہے؟'

① عقیدہ طحاویہ کے مشہور شارح امام ابن ابی العز حنفی راقم ہیں:

ولا خلاف بین أهل السنة والجماعة أن الله تعالىٰ أراد من العباد القول والعمل وأعني بالقول: التصديق بالقلب والإقرار باللسان وهٰذا الذي يعنى به عند اطلاق قولهم: الإيمان قول و عمل[2]

”اہل سنت کے ہاں اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ اللہ تعالیٰ بندوں سے قول و عمل کو چاہتے ہیں اور قول سے میری مراد ہے: دل سے تصدیق اور زبان سے اِقرار، اور ایمان قول و عمل پر مشتمل ہے۔“

② شیخ الاسلام ابن تیمیہ، امام ابوعبید قاسم بن سلام کے حوالہ سے اہل مکہ، اہل کوفہ، اہل بصرہ، اہل واسط اور اہل مشرق کی ایک بہت بڑی جماعت کو ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

١ الایمان از ابن تیمیہ: ص ۱۴۹،۷ ۱۳؛ کتاب الصلوٰۃ از ابن قیم: ص ۲۶؛ شرح العقیدہ الطحاویہ از ابن ابی العز حنفی: ص ۳۳۱، ۳۳۳

٢ شرح العقیدۃ الطحاویہ: ص ۳۳۳

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قال أبو عبيد هٰؤلاء جميعًا يقولون: الإيمان قول و عمل يزيد و ينقص وهو قول أهل السنة والجماعة المعمول به عندنا[1]

"ابو عبید نے کہا کہ یہ سب (یہی) کہتے ہیں ایمان قول و عمل ہے۔ اس میں کمی بیشی ہوتی ہے اور یہی اہل السنہ والجماعہ کا قول ہے جو کہ ہمارے ہاں معمول بہ ہے۔"

③ ابو یوسف یعقوب بن سفیان فرماتے ہیں:

الإيمان عند أهل السنة والجماعة: الإخلاص لله بالقلوب والألسنة والجوارح وهو قول وعمل ويزيد وينقص، علىٰ ذلك وجدنا كل من أدركنا من عصرنا بمكة والمدينة والشام والبصرة والكوفة.[2]

"اہل سنت کے ہاں ایمان دلوں، زبانوں اور جوارح کے ساتھ اللہ کے لیے اِخلاص ہے اور یہ قول و عمل ہے، اس میں کمی و بیشی ہوتی ہے۔ ہم نے اپنے زمانہ میں مکہ، مدینہ، شام، بصرہ اور کوفہ میں سب کو اسی موقف پر پایا ہے۔"

④ آگے چل کر مزید فرماتے ہیں:

أدركتُ أهل السنة والجماعة على ذلك[3]

"میں نے اہل سنت والجماعت کو اسی پر پایا ہے۔"

اور پھر ائمہ اسلاف، فقہائے کرام اور محدثین عظام میں سے بہت بڑی جماعت کے نام ذکر کرتے ہیں کہ یہ اسی مذہب کے قائل تھے۔

⑤ مذاہب اور فرقوں کے موضوع پر لکھے جانے والے انسائیکلوپیڈیا میں ہے:

أما أهل السنة والجماعة فإن الإيمان عندهم تصديق بالجنان وقول اللسان عمل بالأركان يزيد بالطاعة و ينقص بالمعاصي[4]

"اہل السنہ والجماعہ کے نزدیک ایمان دل سے تصدیق، زبان سے اقرار اور عمل بالارکان ہے، اس میں نیک اعمال سے اِضافہ ہوتا ہے اور نافرمانی کی وجہ سے کمی۔"

۱ الایمان: ص ۲۴۳

۲ شرح أصول اعتقاد اہل السنۃ والجماعۃ: ۶۰/۲

۳ ایضاً: ۵۶/۲

۴ الموسوعۃ المیسرۃ فی الادیان والمذاہب والاحزاب المعاصرۃ: ۲۸/۱۵۴، ۴۴/۱

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

صحابہ وتابعین عظام

⑥ امام بغوی فرماتے ہیں:

اتفقت الصحابة والتابعون فمن بعدهم من علماء السنة علىٰ أن الأعمال من الإيمان... وقالوا إن الإيمان قول وعمل وعقيدة يزيد بالطاعة وينقص بالمعصية.[1]

''صحابہ رضی اللہ عنہم تابعین اوران کے بعد علماے سنت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اعمال ایمان میں سے ہیں اور یہ کہ بلاشبہ ایمان قول و عمل اور عقیدہ ہے۔ نیکی سے ایمان میں اضافہ ہوتا ہے اور نافرمانی سے کمی واقع ہوتی ہے۔''

⑦ صحابہ کرام کے بارے میں امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں:

والماثور عن الصحابة و أئمة الدين وجمهور السلف وهو مذهب أهل الحديث وهو المنسوب إلىٰ أهل السنة أن الإيمان قول وعمل، يزيد وينقص، يزيد بالطاعة و ينقص بالمعصية وأنه يجوز الاستثناء فيه[2]

''صحابہ رضی اللہ عنہم ، ائمہ دین اور جمہور سلف سے منقول، اور یہی اہل حدیث کا مذہب ہے، اور اہل السنہ کی طرف اسی کی نسبت ہے کہ ایمان قول و عمل ہے، اس میں کمی وبیشی واقع ہوتی ہے۔ نیکی سے ایمان زیادہ ہو جاتا ہے اور معصیت سے کم اور بلاشبہ ایمان میں استثنا جائز ہے۔''

⑧ حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں:

فذهب السلف إلىٰ أن الإيمان يزيد وينقص وأنكر ذلك أكثر المتكلمين[3]

''سلف صالحین کے ہاں ایمان کم اور زیادہ ہوتا ہے اور (سلف کے اس موقف کو ماننے سے) اکثر متکلمین نے انکار کیا ہے۔''

---

۱ شرح السنۃ از بغوی: ۱/۷۸

۲ مجموع الفتاویٰ از ابن تیمیہ: ۷/۵۰۵

۳ فتح الباری: ۱/۶۴

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

⑨ صحابی رسول عبد اللہ بن مسعودؓ دعا کیا کرتے تھے:

اللهم زدنا إيمانًا ويقينًا وفقهًا[1]

"اے اللہ ہمارے ایمان، یقین اور دین کی سمجھ میں اضافہ فرما۔"

حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں:

إسناده صحيح وهٰذا أصرح في المقصود[2]

"اس (اثر) کی سند صحیح ہے اور یہ مقصود (یعنی ایمان میں کمی و بیشی ہونے) میں واضح ترین ہے۔"

⑩ صحابی رسول جندبؓ فرماتے ہیں:

ہم طاقتور نوجوان نبی ﷺ کے ساتھ ہوا کرتے تھے۔ فتعلّمنا الإيمان قبل أن نتعلّم القرآن ثم تعلّمنا القرآن بعد فازْدَدْنا اعراب؟ إيمانًا[3]

"ہم نے قرآن سیکھنے سے پہلے ایمان کو سیکھا پھر اس کے بعد ہم نے قرآن کو سیکھا تو ہمارے ایمان میں اضافہ ہو گیا۔"

⑪ خلیفہ راشد عمر بن عبد العزیز نے اپنے عامل عدی بن عدی کو خط لکھا:

إن للإيمان فرائض و شرائع وحدودًا وسننًا فمن استكملها استكمل الإيمان ومن لم يستكملها لم يستكمل الإيمان[3]

"یقیناً ایمان کے لیے فرائض و شرائع اور حدود و سنن ہیں، جس نے ان کو پورا کیا اس نے ایمان کو مکمل کر لیا اور جس نے انکو پورا نہیں کیا اس نے ایمان کو مکمل نہیں کیا۔"

⑫ حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں:

والغرض من هذا الأثر أن عمر بن عبد العزيز كان ممن يقول بأن الإيمان يزيد و ينقص حيث قال استكمل ولم يستكمل

"اس اثر سے مقصود یہ ہے کہ بلاشبہ عمر بن عبد العزیز ان لوگوں میں سے تھے جن

---

1 شرح أصول اعتقاد اہل السنۃ والجماعۃ: ۴۹/۲؛ الایمان: ص ۷۸؛ السنۃ لعبد اللہ بن احمد: ص ۱۰۹؛ الشریعۃ: ص ۹۰۱

2 فتح الباری: ۶۶/۱

3 صحیح بخاری، کتاب الایمان، باب قول النبی بنی الاسلام علی خمس تعلیقاً؛ شرح السنۃ از بغوی: ۷۹/۱

4 فتح الباری: ۶۴/۱

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے نزدیک ایمان میں کمی اور زیادتی واقع ہوتی ہے جیسا کہ ان کا فرمان ہے کہ اس نے (اپنے ایمان کو) مکمل کر لیا اور (جس نے عمل نہیں کیا) اس نے اپنے ایمان کو مکمل نہیں کیا۔"[1]

ائمہ فقہائے محدثین

⑬ امام ابن ابی العز حنفی فرماتے ہیں:

فذهب مالك والشافعي والأوزاعي وإسحٰق بن راهويه وسائر أهل الحديث وأهل المدينة رحمهم الله وأهل الظاهر وجماعة من المتكلمين إليٰ أنه تصديق بالجنان وإقرار باللسان وعمل بالأركان[2]

"امام مالک، شافعی، اوزاعی، اسحٰق بن راہویہ، تمام اہل الحدیث، اہل مدینہ، اہل ظاہر رحمہم اللہ اور متکلمین کی ایک جماعت کے ہاں ایمان دل سے تصدیق، زبان سے اقرار اور عمل بالارکان ہے۔"

⑭ امام عبد الرزاق فرماتے ہیں:

كان معمر وابن جريج والثوري ومالك وابن عيينة يقولون: الإيمان قول وعمل يزيد وينقص وأنا أقول: ذلك الإيمان قول وعمل يزيد وينقص وإن خالفتُهم فقد ضللت إذًا وما أنا من المهتدين[3]

"معمر، ابن جریج، ثوری، مالک اور ابن عیینہ کہتے ہیں کہ ایمان قول و عمل ہے۔ اس میں کمی و بیشی ہوتی ہے اور میں بھی یہی کہتا ہوں کہ ایمان قول و عمل ہے۔ اس میں کمی زیادتی ہوتی ہے اور اگر میں نے ان (ائمہ و فقہا) کی مخالفت کی تو میں گمراہ ہو جاؤں گا اور ہدایت یافتہ لوگوں میں سے نہیں ہوں گا۔"

حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں: وهؤلاء فقهاء الأمصار في عصرهم

١ فتح الباري: ١/ ٦٦

٢ شرح العقیدہ الطحاویہ: ص ٣٣٢

٣ الشریعہ از آجری: ص ١١٣؛ السنہ از عبد اللہ بن احمد: ص ٩٧، رقم ٧٢٦، واللفظ لہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"یہ لوگ اپنے زمانے میں شہروں کے فقہا تھے۔"[1]

مسئلہ ایمان کی ماہیت میں یہی موقف امام مالک[2]، امام شافعی[3]، امام احمد بن حنبل[4] اور ائمہ ثلاثہ سے شرح العقیدہ الطحاویہ[5] میں، اور امام عبداللہ بن مبارک[6]، امام وکیع اور امام ثوری[7] سے منقول ہے۔ تفصیل کے لئے محولہ ذیل کتب ملاحظہ فرمائیں۔

⑮ امام بخاری صحیح بخاری کے ترجمۃ الباب میں فرماتے ہیں:

وهو قول وعمل ويزيد وينقص[8]

"اور ایمان قول و عمل ہے، اس میں کمی وزیادتی ہوتی ہے۔"

اور پھر اس پر بطورِ دلیل بکثرت قرآنی آیات ذکر فرماتے ہیں۔ اور آخر میں ذکر فرماتے ہیں: والحب في الله والبغض في الله[9]

اس کی شرح میں حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں:

واستدل بذلك علىٰ أن الايمان يزيد وينقص لأن الحب والبغض يتفاوتان[10]

"امام بخاری نے اس سے اس بات پر اِستدلال کیا ہے کہ ایمان میں کمی اور زیادتی ہے کیونکہ محبت اور بغض میں (مقدار کے لحاظ سے) کمی وبیشی ہوتی ہے۔"

نیز فرماتے ہیں:

روىٰ اللالكائي بسند صحيح عن البخاری قال: لقيتُ أكثر من

1 فتح الباری: ۶۵/۱
2 الشریعہ: ص ۱۱۳
3 فتح الباری: ۶۵/۱
4 الشریعہ: صفحہ ۱۱۳
5 صفحہ ۳۳۳
6 السنۃ از عبداللہ بن احمد: ص ۸۵
7 السنۃ از عبداللہ بن احمد: ص ۸۲، شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ والجماعۃ: ۵۹/۲
8 صحیح البخاری: ۵/۱ درسی
9 ایضاً
10 فتح الباری: ۶۵/۱

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ألف رجل من العلماء بالأمصار فما رأيت أحدًا يختلف في أن الإيمان قول وعمل ويزيد وينقص[1]

”لالکائی نے بسند صحیح امام بخاری سے روایت کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے (مختلف) شہروں میں ایک ہزار سے زائد علمائے زمانہ سے ملاقات کی ہے۔ ان میں سے کوئی بھی ایمان کے قول و عمل ہونے اور اس کے کم وزیادہ ہونے میں اختلاف نہیں کرتا تھا۔“

⑯ سہل بن المتوکل شیبانی فرماتے ہیں:

أدركت ألف أستاذ وأكثر كلّهم يقولون: الإيمان قول وعمل يزيد وينقص والقرآن كلام الله غير مخلوق وكتبتُ عنهم[2]

”میں نے ایک ہزار سے زائد اساتذہ کو پایا ہے، وہ سب یہی کہتے تھے کہ ایمان قول و عمل ہے۔ اس میں کمی بیشی ہوتی ہے اور قرآن اللہ کا کلام ہے، مخلوق نہیں ہے اور میں نے ان سے لکھا (بھی) ہے۔“

⑰ امام سفیان بن عیینہ سے پوچھا گیا: الإيمان يزيد وينقص؟ کیا ایمان میں کمی و بیشی ہوتی ہے؟ تو اُنہوں نے جواب دیا کہ کیا تم قرآن نہیں پڑھتے ہو؟ (اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں) ﴿فَزَادَهُمْ إِيمَانًا﴾[3] ”اِس نے ان کے ایمان میں اِضافہ کر دیا۔“

قيل ينقص؟ قال ليس شيء يزيد إلا وهو ينقص[4]

”پھر آپ سے پوچھا گیا کہ کیا ایمان کم بھی ہوتا ہے؟ تو اُنہوں نے جواب دیا کہ جس چیز میں زیادتی واقع ہوتی ہے، (لامحالہ) اس میں کمی بھی واقع ہوتی ہے۔“

حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں:

وبثبوتها يثبت المقابل فإن كل قابل للزيادة قابل للنقصان ضرورة[1]

---

۱ فتح الباری: ۱/ ۶۵

۲ شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ والجماعۃ: ۲/ ۶۱

۳ آل عمران: ۱۷۳

۴ الشریعہ از آجری: ص ۱۱۲

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”(ایمان میں زیادتی) کے ثبوت کے بعد اس کے مد مقابل (یعنی ایمان کا کم ہونا) بھی ثابت ہو جاتا ہے۔ بلا شبہ ہر زیادتی کو قبول کرنے والی چیز لامحالہ کمی کو بھی قبول کرنے والی ہے۔“

⑱ امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں عقبہ بن علقمہ فرماتے ہیں:

سألت الأوزاعي عن الإيمان أيزيد؟ قال: نعم حتى يكون كالجبال، قلت فينقص؟ قال: نعم حتى لا يبقى منه شيء[2]

”میں نے امام اوزاعی سے سوال کیا کہ کیا ایمان زیادہ ہوتا ہے؟ اُنھوں نے جواب دیا کہ ہاں، حتیٰ کہ پہاڑ کی مانند ہو جاتا ہے۔ میں نے کہا کہ کیا ایمان کم ہوتا ہے؟ تو اُنھوں نے جواب دیا کہ ہاں، حتیٰ کہ (کم ہوتے ہوتے بالآخر) کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔“

⑲ شیخ محی الدین کے بارے میں حافظ ابن حجر عسقلانی راقم ہیں:

قال الشيخ:والأظهر المختار أن التصديق يزيد وينقص بكثرة النظر ووضوح الأدلة ولهٰذا إيمان الصديق أقوى من إيمان غيره بحيث لا يعتريه الشبهة ويؤيده أن كل أحد يعلم أن ما في قلبه يتفاضل حتى أنه يكون في بعض الاحيان أعظم يقينًا وإخلاصًا وتوكلًا منه في بعضها وكذلك في التصديق والمعرفة بحسب ظهور البراهين وكثرتها، وقد نقل محمدبن نصرالمروزی في كتابه تعظيم قدرالصلاة عن جماعة من الأئمة نحوذلك[3]

شیخ (محی الدین) فرماتے ہیں: ”ظاہر و مختار یہی ہے کہ کثرتِ غور و فکر اور دلائل کے واضح ہونے کے سبب سے تصدیق میں کمی و بیشی ہوتی ہے۔ اسی لیے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ایمان سب سے زیادہ مضبوط تھا اور اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ ہر ایک جانتا ہے کہ بلا شبہ اس کے دل میں جو (ایمان) ہے، وہ زیادہ ہوتا رہتا ہے حتیٰ کہ بعض اوقات یقین و اخلاص اور توکل میں بہت زیادہ بڑھ جاتا ہے بنسبت دوسرے اوقات کے۔ اور دلائل کے ظہور و کثرت کے حساب سے تصدیق

۱ فتح الباری: ۱/۶۵
۲ شرح اُصول اعتقاد اہل السنۃ والجماعۃ: ۲/۵۷
۳ فتح الباری: ۱/۶۴

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ومعرفت بھی ایسے ہی ہے اور امام محمد بن نصر مروزی نے (بھی) اپنی کتاب تعظیم قدر الصلاۃ میں ائمہ کی جماعت سے اسی کی مثل (ہی) نقل کیا ہے۔"

⑳ محدث العصر شیخ محمد ناصر الدین البانی بھی مسئلۂ ایمان میں سلف کے متبع اور اہل سنت کے ترجمان تھے، فرماتے ہیں: الإيمان يزيد وينقص[1]

"ایمان کم اور زیادہ ہوتا ہے۔"

الغرض ائمہ فقہا و محدثین کی مذکورہ بالا تصریحات اس باب میں واضح ہیں کہ

"اہل السنۃ والجماعۃ: سلف صالحین رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک عمل ایمان کا حصہ ہے اور ایمان میں کمی وبیشی واقع ہوتی ہے۔"

إرجاء

① شیخ محمد بن عبدالکریم شہرستانی راقم ہیں:

والإرجاء على معنيين: أحدهما: التاخير كما في قوله تعالىٰ ﴿قَالُوٓا أَرْجِهْ وَأَخَاهُ﴾[2] أي أمهله. والثاني: إعطاء الرجاء... أما اطلاق اسم المرجئة على الجماعة بالمعنى الأول فصحيح لأنهم كانوا يؤخرون العمل عن النية والإعتقاد. وأما بالمعنى الثاني فظاهر، فإنهم كانوا يقولون: لا يضر مع الإيمان معصية، كما لا ينفع مع الكفر طاعة[3]

"إرجاء کے دو معنی ہیں: پہلے معنی ہیں تاخیر (مؤخر کرنے) کے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿قَالُوٓا أَرْجِهْ وَأَخَاهُ﴾[4] یعنی فرعون کے درباریوں نے کہا: موسیٰ علیہ السلام اور اس کے بھائی کو مہلت دے اور ان کے معاملہ کو ملتوی کر۔"

یہاں إرجاء کے معنی ہیں 'أمهله' اسے مہلت دے اور 'أخره' اسے مؤخر کر۔ (إرجاء کے) دوسرے معنی ہیں: "اُمید دلانا"... رہا اس فرقہ پر 'المرجئہ' کے نام کا اطلاق تو پہلے معنیٰ کے لحاظ سے یہ صحیح ہے کیونکہ یہ لوگ عمل کو نیت اور اعتقاد سے

1 السلسلۃ الصحیحۃ از البانی: ۴/۳۶۹، موسوعۃ الالبانی: ۴/۹۹
2 الشعراء: ۳۶
3 الملل والنحل از شہرستانی: ۱/۱۸۶
4 سورۃ الاعراف: ۱۱۱

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مؤخر کرتے تھے۔ رہا دوسرے معنٰی کے اعتبار سے (اس فرقہ کی وجہ تسمیہ) تو یہ بھی ظاہر ہے کیونکہ یہ لوگ (خصوصاً جہمیہ) کہتے تھے کہ ایمان کے ساتھ کوئی معصیت نقصان نہیں پہنچاتی جیسا کہ کفر کے ساتھ کوئی نیکی مفید نہیں۔"

② حافظ ابن حجر عسقلانی راقم ہیں:

والمرجئة نُسبوا إلىٰ الأرجاء وهو التاخير لأنهم أخّروا الأعمال عن الإيمان فقالوا: الإيمان هو التصديق بالقلب فقط، ولم يشترط جمهورهم النطق، وجعلوا للعصاة اسم الإيمان علىٰ الكمال وقالوا: لا يضر مع الإيمان ذنب أصلًا[1]

"إرجاء (کے معنی) مؤخر کرنا ہے اور مرجئہ کی نسبت 'اِرجا' کی طرف کی گئی ہے کیونکہ یہ لوگ اعمال کو ایمان سے مؤخر کرتے ہیں (یعنی اعمال کو ایمان کا جز قرار نہیں دیتے) اُنہوں نے کہا کہ ایمان صرف دل سے تصدیق (کا نام) ہے اور ان کے جمہور نے تو (ایمان کے لیے) زبان سے اقرار کو بھی شرط قرار نہیں دیا اور اُنہوں نے گنہگاروں کو مؤمن کامل قرار دیا ہے اور یہ (خصوصاً جہمیہ) کہتے ہیں کہ ایمان کی موجودگی میں گناہ نقصان نہیں پہنچاتا۔"

③ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے عبد اللہ فرماتے ہیں:

سئل أبي عن الإرجاء فقال: إيمان قول وعمل ويزيد و ينقص إذا زنى و شرب الخمر نقص إيمانُه[2]

"میرے باپ (امام احمد) سے إرجاء کے بارے میں سوال کیا گیا تو اُنہوں نے جواب دیا کہ ایمان قول و عمل ہے اور کم و زیادہ ہوتا ہے جب (کوئی مؤمن) زنا کرے، شراب پی لے تو اس کا ایمان کم ہو جاتا ہے۔"

④ ابووائل رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں زبید فرماتے ہیں:

سألتُ أبا وائل عن المرجئة میں نے ابووائل سے مُرجئہ کے بارے میں

---

١ فتح الباری: ١/ ١٤٧

٢ السنۃ از ابن احمد: ٨١، دوسرا نسخہ: ١/ ٣٠٧، شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ والجماعۃ: ٢/ ٥٩

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوال کیا، تو اُنہوں نے کہا کہ عبداللہ (ابن مسعودؓ) نے مجھے حدیث بیان کی۔ بلاشبہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سباب المسلم فسوق وقتاله کفر[1]

"مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اُس سے قتال کفر ہے۔"

امام احمد سے إرجاء اور ابو وائل سے مرجئہ کے بارے میں سوال ہوا، تو ان دونوں کے جواب سے یہ بات واضح ہے کہ عمل ایمان کا حصہ ہے اور اس میں کمی و بیشی ہوتی ہے۔ گناہ سے ایمان میں نقص واقع ہوتا ہے اور یہ ایمان کو نقصان پہنچاتا ہے جبکہ مرجئہ کا کوئی بھی گروہ اس کا قائل نہیں اور یہ إرجاء ہے۔

⑤ صالح بن احمد بن حنبل فرماتے ہیں:

أنه سأل أباه عن من لایرٰی الإیمان قول وعمل قال: هؤلاء المرجئة[2]

"بلاشبہ اُنہوں نے اپنے باپ سے ایسے لوگوں کے بارے میں سوال کیا جن کے نزدیک ایمان قول و عمل نہیں ہے تو اُنہوں نے فرمایا کہ یہ مرجئہ ہیں۔"

وسئل أبو عبد الله وأنا أسمع عن الإرجاء ما هو؟ قال من قال: الإیمان قول فهو مرجئ. والسنة أن تقول الإیمان قول وعمل، یزید وینقص[3]

"(راوی ابو الحارث کہتے ہیں) میں سن رہا تھا کہ ابو عبد اللہ (امام احمد) سے سوال کیا گیا کہ ارجا کیا ہے؟ تو اُنہوں نے جواب دیا کہ جس نے کہا کہ ایمان قول ہے پس وہ مرجئہ ہے۔ (سلف کا) طریقہ یہ ہے کہ تو کہے کہ ایمان قول و عمل ہے، کم اور زیادہ ہوتا ہے۔"

⑥ امام وکیع فرماتے ہیں:

أهل السنة یقولون: الإیمان قول وعمل والمرجئة یقولون: الإیمان قول والجهمیة یقولون: الإیمان معرفة[4]

"اہل سنت کہتے ہیں کہ ایمان قول و عمل ہے اور مرجئہ کہتے ہیں کہ ایمان قول ہے

---

١ صحیح البخاری: ۴۸

۲ السنۃ از خلال: ۲/۵۶۶

۳ السنۃ از خلال: ۲/۵۶۶، رقم: ۹۶۳

۴ الشریعہ از آجری صفحہ ۱۳۷

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور جہمیہ کہتے ہیں کہ ایمان معرفت ہیں۔“

⑦ امام سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں:

خالفنا المرجئة في ثلاث. نحن نقول الإيمان قول وعمل وهم يقولون: الإيمان قول بلاعمل، ونحن نقول: يزيد وينقص وهم يقولون: لا يزيد ولا ينقص، ونحن نقول:نحن مؤمنون بالإقرار وهم يقولون: نحن مؤمنون عند الله[1]

”مرجئہ نے تین چیزوں میں ہماری مخالفت کی ہے، ہم کہتے ہیں کہ ایمان قول و عمل ہے جبکہ مرجئہ کہتے ہیں کہ ایمان قول ہے عمل کے بغیر، اور ہم کہتے ہیں کہ ایمان زیادہ اور کم ہوتا ہے جبکہ وہ کہتے ہیں کہ ایمان نہ کم ہوتا ہے اور نہ زیادہ، اور ہم کہتے ہیں کہ ہم اقرار کے ساتھ مؤمن ہیں جبکہ وہ کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے ہاں مؤمن ہیں۔“

خلاصۂ کلام

یہ ہے کہ سلف کے نزدیک عمل ایمان کا جز اور اس میں شامل ہے، لیکن مرجئہ کے نزدیک عمل ایمان کا جز اور اس میں شامل نہیں ہے۔ سلف کے نزدیک ایمان کم اور زیادہ ہوتا ہے جبکہ مرجئہ کے نزدیک ایمان کم اور زیادہ نہیں ہوتا۔ اہل السنہ والجماعہ اور مرجئہ کے درمیان پائے جانے والے اس اختلاف کو بڑے واضح الفاظ میں شیخ البانی بیان فرماتے ہیں:

الخلاف جذري بين أهل السنة حقًا و بين المرجئة حقًا من ناحيتين اثنتين: أن أهل السنة يعتقدون أن الأعمال الصالحة من الإيمان وأما المرجئة فلا يعتقدون ذلك ويصرحون بأن الإيمان هو إقرار باللسان وتصديق بالجنان وهو القلب، أما الأعمال الصالحة فليست من الإيمان وبذلك يردون نصوصًا كثيرة لا حاجة بنا إلىٰ ذكر شيء منها علىٰ الأقل إلا إذا اضطرنا.

هٰذا هي النقطة الأولىٰ التى يخالف المرجئة فيها أهل السنة حقًا، النقطة الثانية وهي تتفرع من النقطة الأولىٰ وهى: أن أهل السنة يقولون:الإيمان يزيد وينقص، زيادته بالطاعة، ونقصانه بالمعصية،

1 شرح السنۃ از بغوی: ۱/۸۰، حلیۃ الاولیاء: ۷/۲۹

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والمرجئة ينكرون هذه الحقيقة الشرعية ويقولون:بأن الإيمان لا يزيد ولا ينقص[1]

”خالص اہل السنہ اور خالص مرجئہ کے مابین بنیادی اختلاف دو اعتبار سے ہے: بلا شبہ اہل سنت یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ بے شک نیک اعمال ایمان میں سے ہیں، اور رہے مرجئہ تو وہ یہ اعتقاد نہیں رکھتے اور صراحتاً یہ کہتے ہیں کہ ایمان زبان سے اقرار اور دل سے تصدیق ہی ہے۔ رہے اعمالِ صالحہ تو وہ ایمان میں سے نہیں ہیں اور اس بنا پر وہ بہت زیادہ نصوص کو بھی ردّ کر دیتے ہیں۔ یہ ہے وہ پہلا نکتہ جس میں مرجئہ نے خالص اہل السنہ کی مخالفت کی ہے۔

اور دوسرا نکتہ جو کہ پہلے نکتے سے ہی نکلتا ہے، یہ ہے کہ بلاشبہ اہل سنت کہتے ہیں کہ ایمان زیادہ اور کم ہوتا ہے، اس کا زیادہ ہونا نیکی کے سبب سے ہے اور کم ہونا معصیت کی وجہ سے ہے، اور مرجئہ اس شرعی حقیقت کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ایمان نہ زیادہ ہوتا ہے اور نہ کم۔“ [جاری ہے]

’پنجاب قرآن بورڈ‘ کی تشکیل

قرآنِ کریم کی نشرواشاعت اور اس کے پیغام کو پھیلانے کے لئے پنجاب حکومت کے قائم کردہ ’پنجاب قرآن بورڈ‘ میں ڈاکٹر حافظ حسن مدنی حفظہ اللہ مدیر ماہنامہ ’محدث‘ لاہور کو صوبائی وزارتِ مذہبی اُمور کی طرف سے اگلے تین سال کے لئے بطورِ رکن نامزد کیا گیا ہے۔ حکومتِ پنجاب نے قرآن کریم کی نشرواشاعت کے حوالے سے اگست ۲۰۱۱ء میں ایک قانون پنجاب اسمبلی سے منظور کیا اور پنجاب قرآن بورڈ کیلئے ڈیڑھ ارب روپے کی لاگت سے عظیم الشان عمارت بھی اَپر مال روڈ لاہور پر تعمیر ہو چکی ہے جس میں قرآن لائبریری، قرآن ریسرچ سنٹر اور قرآن محل وغیرہ جیسے منصوبے پورے کئے جائیں گے۔ ہم دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ پنجاب قرآن بورڈ کے دیگر اراکین اور محترم مدیر محدث کو زیادہ سے زیادہ خدمتِ قرآن کی توفیق مرحمت فرمائیں۔ [اراکین مجلس التحقیق الاسلامی و مجلہ ’محدث‘]

1 موسوعۃ الألبانی: ۴/ ۱۵۳، ۱۵۴

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ